جانشینِ امیر شریعت قائدِ احرار سید ابومعاویہ ابوذر بخاری

ذرہ عمرِ رفتہ کو آواز دینا

آج میں جب یہ سطور لکھ رہا ہوں اسلامی ہجری سن کے حساب سے میری ناپائدار زندگی کا تریسٹھواں سال پورا ہو کر چونسٹھویں سال کی آخری رات اپنا سایہ ڈال چکی ہے۔ بلکہ موسم سرما کی قریباً پونے گیارا گھنٹوں کی مقدار رکھنے والی نسبتاً طویل رات ہونے کی حیثیت سے اپنے سفر کا پانچواں حصہ بھی طے کر چکی ہے۔ میں گنہگار و نابکار ابا جی رحمتہ اللہ علیہ اور مخدومہ اماں جی دام ظلہا کی بارہا سنائی ہوئی داستان حیات کے مطابق آج سے تریسٹھ سال پہلے مشرقی پنجاب انڈیا کے مشہور و معروف اور لاہور کے بعد اہم ترین دینی و سیاسی اور تجارتی مرکز امرتسر کے محلہ کٹڑا مہاں سنگھ کے کوچہ رنگریزاں میں اس علاقہ کے مشہور رئیس ٹھیکدار محمد شریف کشمیری مرحوم کے مملوکہ ایک دو رویہ دو منزلہ مکان کی بائیں بالائی منزل میں ایک مختصر سے رہائشی کمرے میں کتم عدم سے منصۂ وجود میں آیا۔ یعنی ۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۵ھ، ۱۳ دسمبر ۱۹۲۶ء، بروز دوشنبہ (پیر) اختتام سحر پر قریبا صبح صادق کے وقت میری ولادۃ ہوئی۔ والد ماجد حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ اپنی باوجود ریل اور جیل والی طوفانی زندگی کی مسلسل اور پر خطر مصروفیات و معمولات کے، حسن اتفاق سے گھر پر موجود تھے۔ انہی نے میرے کانوں میں اذان اور تکبیر کہی اور آغاز زندگی ہی میں میری روح اور دل کو توحید و رسالت کا موروثی اسلامی سبق القاء کیا جس کی تاثیر و نورانیت کے طفیل تین چار سال کی عمر میں ہی مخدومہ اماں جی دام ظلہا کی گود میں کلمۂ توحید و شہادۃ، نماز اور قرآن کریم کے حفظ کا مبارک دور شروع ہوا۔ اور پھر بعد از بلوغت و بیداریٔ عقل و شعور اماں جی کے بعض مبارک خوابوں اور ابا جی کے دل میں مچلتی ہوئی آرزوؤں اور ارمانوں کے مطابق اللہ تعالی نے پہلے مدرسہ نعمانیہ امرتسر کی شاخ مسجد شیخ بڈھا میں اور پھر دو سال بعد حضرت الاستاد مولانا خیر محمد جالندھری رحمتہ اللہ علیہ کی آرزو و دعا کے مطابق مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں کلمۂ توحید و رسالت کی تفصیل اور تشریح سمجھنے کے لئے اور اس پر امکانی حد تک عمل کی تربیت حاصل کرنے کے لئے چھ سال جالندھر میں اور آخری ساتویں برس ملتان میں دینی کتب کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے زندگی گزارنے کا شرف عطا فرمایا۔ میں بذات خود تو نہ پہلے کسی صلاحیت و قابلیت کا مالک تھا اور نہ ہی اب حسنِ عمل کے کسی درجہ میں ہوں۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ خاندانی روایت، حضرت امیر شریعت کے خون اور مخدومہ اماں جی کے دودھ کی پاک اور نورانی برکت سے دنیا داری کے چنگل میں پھنس کر برباد ہونے کی نحوست سے محفوظ ہو گیا اور باوجود اپنی تمام انسانی کمزوریوں کے بحمد اللہ، امیر شریعت کے علم و فکر اور جہد و عمل کا حقیر سا نام لیوا اور ان کے عظیم و عزیز ترین مقصد زندگی، قیام حکومت الٰہیہ و اسلامی شورائی وحدانی نظام اور تحفظ ناموس ختم نبوت و ناموس ازواج و اصحاب رسول علیہم السلام کے مجاہدین کا ایک ادنیٰ سا

خادم بن کر زندگی گزارنے کے لئے امکانی فکری تبلیغ اور عملی جدوجہد میں مصروف ہو کر موت کا استقبال کرنے کی امید و آرزو رکھنے کی بہت بڑی سعادت نصیب ہو گئی ہے۔

کائنات کے اوّل و آخر اور حقیقی قائد اعظم سید الاوّلین والآخرین، خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کل تریسٹھ سال تھی اور آج میں ہزار فکر و اندیشہ اور ہزار خطرات و حوادث کے دریا عبور کر کے کسی نہ کسی طرح عمر مسنون کی منزل تک پہنچ گیا ہوں۔ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اس امت کی اوسط عمر کل ساٹھ سال ہے۔ حتیٰ کہ قیامت کے دن بھی نبی علیہ السلام کے الہامی ارشاد کے مطابق سب سے آخر میں امت کو "تعالوا یا ابناء الستین" ساٹھ سال کی اوسط عمر کی امت والو اب حساب و کتاب کے لئے تم بھی عرش الٰہی کے سامنے آجاؤ کے الفاظ سے خطاب کیا جائے گا۔ تو اس لحاظ سے نہ صرف عمر مسنون بلکہ اس امت کی اوسط عمر کا نصاب بھی پورا کر چکا ہوں۔ حیات دنیا میں میرے اب کتنے دن باقی ہیں؟ یہ تو اللہ عالم الغیب والشہادہ کو ہی معلوم ہے۔ تاہم جسم کے انحاط، زوالِ صحت اور امراض واسقام کی یلغار و رفتار کے پیش نظر آثار یہی ہیں کہ اب گنے چنے اور تھوڑے سے دنوں کی ختم ہوتی ہوئی کل پونجی موت کا پیش رو اور پیغامبر اور فکر آخرت کی منادی بن کر روح و وجدان اور عقل و ہوش کو جھنجوڑ رہی ہے۔

بچپن کے حالات، جوانی کے حادثات اور بڑھاپے کے خطرات پر مشتمل تریسٹھ سال کی زندگی ایک فلم کی طرح دل و دماغ اور آنکھوں میں گھوم رہی ہے۔ نیکیاں کمانے اور قبر و آخرت سنوارنے کے لئے دنیا کی ہر نعمت سے قیمتی دولت یعنی قوت اور ہمت کا وقت، دور شباب، خیالات و خرافات اور آوارگی میں برباد ہو گیا۔ اور ناتوانی اور بے بسی کا سراپا عبرت و غم دور کہولت و زوال اب صرف ہاتھ ملنے اور رونے دھونے کا دوسرا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں خاندان و نسب اور نام کچھ کام نہیں دیتے۔ اور اپنے پاس چند ٹوٹی پھوٹی نمازوں، ناقص روزوں اور نیکی کے نام پر تقریباً کالعدم بھاگ دوڑ کر کے زندگی کے بے مراد دن پورے کرنے کے سوا کوئی پونجی نہیں انجام کیسے اور کیا ہو گا؟ قبر اور محشر کا طویل اور ہولناک منظر سامنے ہے۔ اس کے تصور سے لرزہ براندام ہوں اور پتا پانی ہو رہا ہے۔ شب و روز توبہ و استغفار، فکر حسن خاتمہ، موت کے وقت اداء کلمۂ توحید وشہادہ، اقرار ختم نبوت واعلان حقانیت ازواج واولاد اصحاب رسول علیہم السلام کی دعا میں بسر ہو رہے ہیں جبکہ مختلف دینی مقاصد و موضوعات پر زیر تحریر و ترویج بہت سے مسودات کا انبار لگا ہوا ہے۔ خصوصاً پورے خاندان کی تاریخی و نسبی امانت، سیرہ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نامکمل صورت میں میرے غم و حزن کا مرقع اور گلے کا ہار بنی ہوئی ہے۔ اور جماعت کی تاریخی اور فکری اور تنظیمی جدوجہد کی داستان تقریباً بادر ہوا ہے۔ گویا عزائم و مساعی میں بعد المشرقین کی کیفیت ایک سنگین حقیقت بن کر سوہانِ روح بنی ہوئی ہے۔

غم آرزو کا حسرت سبب اور کیا بتاؤں
میرے شوق کی بلندی میری ہمتوں کی پستی

ان حالات میں میرے تمام متعلقین، احباب طریقت اور کارکنان جماعت کو قریباً تین برس پہلے میرے شائع کئے ہوئے ایک "تنبیہی اداریہ" کو فوراً ملحوظ رکھ کر فکر مستقبل کر لینی چاہیے۔ اور جماعت کی زندگی اور بقا کی خاطر ابھی سے متبادل افراد اور فوری طور پر قابل عمل تجاویز مرتب کر کے میرے بعد پیش آنے والے رسمی خلا کی پیشگی مگر مفید و مؤثر خانہ پری کا ابھی سے اہتمام کر لینا چاہیئے۔ تاکہ اچانک میری موت کا حادثہ پیش آنے پر ضرورت سے زیادہ پریشانی و پشیمانی سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ اور ایک فرد کے ذاتی نقصان کے مقابلہ میں جماعت کے اجتماعی نقصان کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑ جائے۔ دنیا بہر حال دار فنا ہے۔ صرف افراد کسی کام کے مدار نہیں ہوتے۔ لیکن ان کے خاص حالات و اثرات کے باعث بہت سی کمیاں اور کمزوریاں ڈھکی چھپی رہ جاتی ہیں اور ان کے یک دم اٹھ جانے سے بہت سے رکے ہوئے آفات و حوادث پسماندگان کو مرعوب و مغلوب بلکہ بسا اوقات معطل اور مفلوج بنا دیا کرتے ہیں۔ البتہ فکر مستقبل، عقل و شعور اور منصوبہ بند پیشگی جدوجہد بہت سے خطرات پر قابو پانے اور بہت سے نقصانات کی کسی حد تک تلافی کا ذریعہ بن جایا کرتی ہے۔ باقی حقیقتاً ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر و مشیت کے تابع ہے اور اسی پر مکمل ایمان و اذعان رکھ کر مصروف جدوجہد رہنا ہی ایک سچے مسلم مؤمن کی شان اور صحیح پہچان ہے۔ وللہ عاقبۃ الامور۔

یہ چند پریشان خیالات، عمر رفتہ اور پیش آئندہ منزل کے تصور اور اس کے تأثر کے تحت کلمات مسلمہ فقرات کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ امید ہے کہ میرے تمام متعلقین و مخلصین ان کی روشنی میں کسی فوری اجتماعی اقدام کا نظم و اہتمام کر لیں گے۔ متوجہ اور متنبہ کر دینا میرا فرض تھا اور عمل درآمد ان کا کام ہے۔

من نمی گویم زیاں کن یا بہ بند سود باش
اے فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اخلاص اور حسن نیت، حسن عمل کی نعمت سے سرفراز فرمائیں اور اکابر احرار کی اس عظیم امانت کی بہ قدر طاقت بشریہ آئندہ نسل کے فکر و عمل کی پناہ گاہ میں منتقل کر کے ایفاء عہد، حسن خاتمہ، حسن جزاء کی دولت سے مشرف فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ برحمتک یاارحم الرحمین۔ والصلوہ والسلام علی خاتم النبیین سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین!

پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور
جلد: ۷ شمارہ ۱۹، ۲۰
جنوری ۱۹۸۸ء